

انشورنس یا بیمہ

اس کی مروجہ صورتیں اور شرعی حل

حافظ محمد رئیس

بیمہ

انگریزی لفظ (INSURE) کا اردو ترجمہ بیمہ ہے جس کے معنی یقین دہانی کے ہیں چونکہ کمپنی بیمہ کرانے والے کو مستقبل کے بعض خطرات سے حفاظت اور بعض نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کر دیتی ہے اس لئے اس کو انشورنس کمپنی کہتے ہیں۔

عربی میں (INSURE) کو التامین کہتے ہیں۔

بیمہ کی ابتدا اور اس کا مقصد

بیمہ کی ابتدا اٹلی کے تاجرانِ اسیلو سے ہوئی۔ وہ اس طرح کہ کچھ لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ بعض تاجروں کا مال تجارت سمندر میں کسی نہ کسی صورت میں ضائع ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ انتہائی تنگ دستی کا شکار ہو جاتے ہیں اور دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ لہذا سمندر میں مال تجارت ضائع ہو جانے کی صورت میں تمام تاجروں کو اس کی معاوضت کریں اور اسے ہر ماہ یا ہر سال ایک معین رقم ادا کیا کریں۔ یہ تحریک آنا زور پکڑ گئی کہ بحری جہازوں کے بیمہ تک پہنچ گئی۔ اس سے غرض یہ تھی کہ ہر ممبر ایک مقررہ رقم ادا کرے تاکہ اس قسم کے حوادث و خطرات کے موقع پر نقصان کا کچھ نہ کچھ تدارک کیا جاسکے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ۱۴۰۰ء میں اندلس کی مسلم حکومت کے دور میں بحری تجارت میں حصہ لینے والے مسلمانوں نے تجارتی بیمہ کی بنیاد ڈالی۔ ابتدا میں تو یہ بالکل ایک سادہ صحابات تھی لیکن بعد میں اس کی نئی نئی صورتیں نکلتی رہیں اور تجربات ہوتے رہے۔ بالکل اس تجربے میں سب سے آگے رہا۔ موجودہ دور میں ایک مقررہ قسط پر بیمہ کاری کا نظام سب سے زیادہ مقبول ہے جو بیمہ کی سرمایہ کارانہ تنظیم کہلاتی ہے۔ شروع ہی میں اس کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا اور اس کے مقدمات اس کثرت سے عدالتوں میں دائر کئے گئے کہ ۱۴۳۵ء میں اس کے لئے خاص عدالتیں مقرر کی گئیں بیمہ بحری کے بہت عرصہ بعد بیمہ بری کا آغاز ہوا۔

جب حکومت ترکی کے تجارتی تعلقات یورپی ملکوں سے قائم ہوئے تو یورپین تاجروں کے توسط سے بیمہ کا طریق اسلامی ملکوں میں رواج پا گیا۔ جس کے بارے میں مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین تحریر کرتے ہیں۔

”جسوت العادة ان التجار اذا استاجروا مسلکاً من حربی يدفعون له اجرته“ و

يدفعون ايضاً ما لا معدوماً لرجل حربی مقيم في بلاده وليسمى ذلك المال سوكره على انه مهما هلك من المال الذي في المركب بحرق او غرق او نهب او غيره فذلك الرجل ضامن له بمقابلة ما ياخذ منه ولم وكيل عنه مستأمن في دارنا يقيم في البلاد والسواحل الاسلامية باذن السلطان يقبض من التجار مال السوكره واذا هلك من ما لهم في البحر شئ يؤدى ذلك المستأمن للتجار بدله تماماً۔^{۱۱۱}

(یہ طریقہ رائج ہو گیا ہے کہ تاجر جب کسی دار الحرب کے باشندے سے کوئی بحری جہاز کرایہ پر لیتے ہیں تو اس کا کرایہ ادا کرنے کے ساتھ ہی ساتھ دار الحرب کے کسی باشندے کو جو اپنے علاقہ میں مقیم رہتا ہے کچھ رقم اس شرط پر دے دیتے ہیں کہ جہاز میں لڑے ہوئے مال کی آتش زدگی، غرقابی اور لوٹ مار ہو

جانے کی صورت میں یہ شخص مال کا ضامن ہوگا اور اس رقم کو سوکرو (بیمہ کی رقم) کہا جاتا ہے۔ اس کا ریجنٹ ہمارے ملک کے ساحلی شہروں میں شاہی اجازت نامہ کے بعد متسامن بن کر رہتا ہے جو تاجسروں سے بیمہ کی رقم وصول کرتا ہے۔ اور مال کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں تاجسروں کا پورا پورا معاوضہ ادا کرتا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیمہ بحری کا اچھا خاصا فروغ تھا۔ یورپی ملکوں سے جو جہاز کرایہ پر حاصل کئے جاتے تھے ان کا لازمی طور پر بیمہ کرایا جاتا تھا۔ بیمہ کمپنیوں کے ایجنٹ ترکی کی بندرگاہوں پر باقاعدہ حکومت سے اجازت حاصل کر کے قیام کرتے تھے اور ان کے دواں باقاعدہ دفاتر بھی موجود تھے۔

بیمہ کی افادیت مسلمہ ہے

۱۔ مالی امداد

شروع میں تاجسروں بادی کے پیش نظر بیمہ سے یہ غرض تھی کہ نقصان زدہ تاجروں کو مالی امداد دی جائے۔ اس طرح ایک فرد کے بوجھ کو بہت سے افراد مل کر برداشت کرتے تھے۔ ہر ایک کو ایک قلیل رقم ادا کرنا پڑتی تھی۔ لیکن اس قربانی سے جملہ افراد کو مصیبت و آفت کے وقت تعاون حاصل ہو جاتا تھا۔ یہ نیکی کا جذبہ بہت پاکیزہ تھا جس کی قرآن کریم نے بہت تعریف کی ہے اور حدیث شریف میں بھی اس کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

۲۔ اہل و عیال کی احانت

بیمہ کرنے والے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا تھا کہ اس کے انتقال کے بعد اس کے اہل و عیال تنگی میں نہ پڑ جائیں۔ اس مقصد کو اسلامی نقطہ نظر سے بھی غلط نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بلکہ حضور نبی کریم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ارشاد فرمایا تھا۔

انك ان تدع ورثتك اغنياء خیر من ان تدعهم حالة

يكتفون الناس في ايديهم۔^(۲)

(تہارا اپنے داروں کو غنی چھڑنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ ان کو ایسا محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں سے سوال کرتے پھریں)

نوح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ازواج مطہرات سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

ان امرکن مساہمینی من بعدی۔

(تہارے معاملے مجھے فکر میں ڈال رکھا ہے کہ تہاری گزرمیرے بعد کیوں کر ہوگی یعنی میں نے کوئی میراث نہیں چھوڑی ہے اور تم نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔)

اسلام نے فطری ضروریات کو ختم کرنے کی بجائے ان کے لئے مناسب اور جائز طریقے تلاش کرنے کی فکر پیدا کی ہے۔

بیمہ کا مروجہ طریق کار

بیمہ کی مردہ صورت یہ ہے کہ بیمہ کرانے والے اور بیمہ کمپنی کے درمیان ایک معاہدہ ہو جاتا ہے، بیمہ کمپنی (جس میں بہت سے سرمایہ دار شریک ہوتے ہیں) بیمہ کرانے والے سے تجارتی کمپنیوں کی طرح ایک معینہ رقم قسطوں میں وصول کرتی رہتی ہے اور ایک مقررہ مدت کے بعد وہ رقم اسے یا اس کے لواحقین کو شرائط کے تحت واپس کر دیتی ہے، اور اصل رقم کے ساتھ مقررہ شرح فیصد کے حساب سے کچھ زیادہ رقم بطور سود بھی دیتی ہے۔ اس رقم کا نام ریڈیا سود کی بجائے بونس (منافع) رکھا گیا ہے۔

بیمہ کمپنی کے پیش نظر مقاصد

۱۔ بیمہ کمپنیاں اس طرح رقم اکٹھی کر کے دوسرے لوگوں کو قرض دیتی ہیں اور اعلیٰ شرح پر سود حاصل کرتی ہیں یا تجارتی کاروبار شروع کر دیتی ہیں یا کوئی جائیداد وغیرہ خرید کر اس سے منافع

حاصل کرتی ہیں۔ حالانکہ کمپنی میں شریک کسی شخص کی کوئی ذاتی رقم نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ لوگ اپنی ذاتی رقم خرچ کئے بغیر سود یا منافع کی شکل میں کثیر رقم حاصل کر لیتے ہیں اور اسی سود یا منافع میں سے بیمہ کروانے والے کو ایک حصہ دے دیتے ہیں۔ شاید بیمہ کمپنی کے پیش نظر یہ مقصد بھی ہو کہ مصیبت زدہ یا مفلس الحال افراد کی مدد بھی ہو جائے، تاہم بیمہ کروانے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کا سرمایہ محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہے اور اس کے پس ماندگان کی امداد و اعانت کی صورت بھی نکل آئے اور اگر کوئی ناگہانی حادثہ پیش آجائے تو اس کے نقصان کی تلافی بھی ہو جائے۔

۲ قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں رقم کی ضبطی

بیمہ کمپنی کے قواعد و ضوابط میں یہ بھی ہے کہ بیمہ کرانے والے کو ایک معینہ رقم قسطوں میں ادا کرنا پڑتی ہے۔ لیکن اگر چند ماہ تک قسطیں ادا کرنے کے بعد بیمہ کرولنے والا رقم کی ادائیگی بند کر دے تو اس کی ادا کی ہوئی رقم ضبط کر لی جاتی ہے جو اسے واپس نہیں ملتی۔ البتہ اسے یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہے درمیان کی بقایا قسطیں ادا کر کے اپنے حساب کو جاری رکھ سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں بقایا اقساط ادا نہ کرنے کی صورت میں بھی دوبارہ اقساط کا سلسلہ جاری ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ سلسلہ منقطع کر کے جمع شدہ رقم واپس لینا چاہے تو اسے اختیار نہیں ہے۔

۳۔ سود کے بغیر اصل رقم کی ادائیگی

اگر کوئی بیمہ کرولنے والا کمپنی سے سود لینا چاہے تو اس کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ بلکہ حسب شرائط اسے اصل رقم واپس مل جاتی ہے۔

۴۔ قرض لینے کا مجاز ہونا

اگر کوئی بیمہ کروانے والا دو سال تک متواتر قسطیں ادا کرتا رہے تو وہ کم شرح سود پر قرض لینے کا مجاز ہو جاتا ہے۔

بیمہ کی مختلف اشکال

بیمہ کی جتنی بھی صورتیں ہیں ان کو مندرجہ ذیل تین بڑی اشکال میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (۱) زندگی کا بیمہ

(۲) املاک کا بیمہ (۳) ذمہ داریوں کا بیمہ۔

۱۔ زندگی کا بیمہ

اس میں ڈاکٹر کی رپورٹ پر کمپنی بیمہ کرتی ہے، کہ فلاں شخص مثلاً بیس سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس میں بیمہ کروانے والے اور کمپنی کے مابین ایک رقم مقرر ہو جاتی ہے جو قسطوں میں بیمہ کرانے والا کمپنی کو ادا کرتا ہے اور ایک معینہ مدت تک جب وہ رقم پوری کر دیتا ہے تو بیمہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر ڈاکٹر کی مقرر کردہ مدت کے بعد بیمہ کرانے والا فوت ہو جاتا ہے تو کمپنی اس کے نامزد یا نندگان کو یا اگر نامزد نہ کیا ہو تو اس کے قانونی ورثہ کو وہ جمع شدہ رقم مع کچھ مزید بونس کے یک مشت ادا کر دیتی ہے۔

۲۔ لیکن اگر مقررہ مدت کے دوران ہی بیمہ کرانے والا فوت ہو جاتا ہے خواہ طبعی موت ہو یا حادثہ کی صورت میں، تو بھی کمپنی اس کے پس ماندگان کو پوری رقم مع کچھ زائد رقم کے ادا کر دیتی ہے لیکن اس صورت میں شرح منافع زیادہ ہوتی ہے۔

۳۔ اگر مذکورہ شخص مدت مذکورہ کے بعد بھی زندہ رہتا ہے تو بھی اسے رقم مع منافع واپس

ملتی ہے لیکن اس صورت میں شرح منافع کم ہوتی ہے۔

مختلف اعضاء کا بیمہ

زندگی کا بیمہ تو پورے جسم کا ہوتا ہے لیکن ان دنوں جسم کے مختلف اعضاء کے بیمہ کا بھی دایع

ہو گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ بجائے شخص کی زندگی کا اندازہ لگانے کے ڈاکٹر ہر عضو کی کارکردگی کا اندازہ لگاتا ہے اور پورے جسم کی مدت کی بجائے صرف جسم کے ایک حصہ کی مدت کو قرار دیا جاتا ہے۔

۲۔ اطلاق کا بیمہ

اس میں عمارات، کارخانے، موٹر گاڑیاں، جہاز اور دیگر چیزیں شامل ہیں۔ اس کی شکل بھی وہی ہے کہ بیمہ دار ایک معینہ مدت کے لئے مقررہ رقم قسطوں میں ادا کرتا ہے اور کمپنی ایک معینہ مدت کے بعد وہ رقم مع سود کے بیمہ کرنے والے کو واپس کر دیتی ہے۔ اور اگر اس دوران میں کسی حادثہ کی وجہ سے بیمہ شدہ اشیاء یا اطلاق ضائع ہو جائیں، مثلاً کارخانے میں اچانک آگ لگ جائے یا جہاز غرق ہو جائے یا موٹر کسی حادثہ میں تباہ ہو جائے تو کمپنی اس نقصان کی تلافی کرتی ہے اور اصل رقم کے ساتھ بونس بھی شرح فیصد کے حساب سے ادا کرتی ہے۔

۳۔ ذمہ دار لیول کا بیمہ

اس میں بچہ کی تعلیم، شادی وغیرہ کا بیمہ ہوتا ہے، کمپنی ان کاموں کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ رقم کی وصولی اور بونس وغیرہ اسی حساب سے ادا کیا جائے گا۔

مروجہ بیمہ یا انشورنس کے بارے میں اصولی اعتراضات

موجودہ انشورنس (بیمہ) کے بارے میں شرع اسلامی کی رو سے تین اصولی اعتراضات ہیں جن کی بنا پر اسے جائز نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

۱۔ اول یہ کہ انشورنس کمپنیاں جو رویہ پرمیم (PREMIUM) (قسط) کی شکل میں وصول کرتی ہیں اس کے بہت بڑے حصے کو سودی کاموں میں لگا کر فائدہ حاصل کرتی ہیں اور اس ناچائز کاروبار میں وہ لوگ آپ سے آپ حصہ دار بن جاتے ہیں جو کسی نہ کسی شکل میں اپنے آپ کو یا اپنی کسی چیز

کو ان کے پاس انشور کرتے ہیں۔

۲۔ دوم یہ کہ صورت یا حوادث یا نقصان کی صورت میں جو رقم دینے کی ذمہ دار کمپنیاں اپنے ذمہ

لیتی ہیں اس کے اندر قرار کا اصول پایا جاتا ہے۔

۳۔ سوم یہ کہ ایک آدمی کے مر جانے کی صورت میں جو رقم ادا کی جاتی ہے، اسلامی شریعت کی رو

سے اس کی حیثیت مرنے والے کے ترکہ کی ہے جسے شرعی وارثوں میں تقسیم ہونا چاہیے۔ مگر یہ رقم

ترکہ کی حیثیت میں تقسیم نہیں کی جاتی بلکہ اس شخص یا ان اشخاص کو مل جاتی ہے جن کے لئے پالیسی

ہولڈرنے وصیت کی ہو، حالانکہ وارث کے حق میں شرعاً وصیت ہی نہیں کی جاسکتی۔

بیمہ کے بارے میں علمائے کرام کا موقف

۱۔ مصری فقیر کا تجزیہ

بیمہ کی موجودہ صورت کے بارے میں فاضل استاد ابو ترہہ کے الفاظ قابل ذکر ہیں۔

”اگرچہ اس کی اصلیت تو تعاون محض تھی، لیکن اس کا انجام بھی ہر اس ادارہ کا سا ہوا جو یہودیوں

کے ہاتھ میں پڑا کہ یہودیوں نے اس نظام کو جس کی بنیاد تعاون علی البیروالتقویٰ پر تھی، اسے ایک ایسے

یہودی نظام میں تبدیل کر دیا جس میں قرار جلا اور ریلوڈ سود دونوں پائے جاتے ہیں۔“

۲۔ علمائے ہند کا فتویٰ

مفتی ہند مولانا کفایت اللہ نے بیمہ کے بارے میں متعدد فتاویٰ صادر کئے ہیں، جن میں سے چند

ایک کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ بیمہ میں ریلوڈ اور قمار کی آمیزش ہے۔

بیمہ درحقیقت ریلوڈ اور قمار پر مشتمل ہے اور یہ دونوں شریعت مقدسہ اسلامیہ میں حرام ہیں۔

یہ غیر اسلامی طریقے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے مال حاصل کیا جاتا ہے اور ان کو مفید سمجھا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ تمدنی اور اقتصادی اصول کے ماتحت بھی دنیا کے لئے ایک لعنت اور مصیبت ثابت ہوئے ہیں۔ ہزاروں بے ایمان آدمیوں نے اس کو روزگار بنا کر اپنے ہاتھوں اپنی دکانوں کو تین کا بیمہ کر لیا تھا آگ لگائی اور حیران پیمہ بیمہ کمپنی سے وصول کیا اور کر رہے ہیں اور یہ مرض روز افزوں ترقی پر ہے۔ دکانوں کے بیمے اور زندگی کے بیمے کا اصول ایک ہی ہے اور سب کا حکم ایک ہے۔ (۸)

ایک دوسرے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

(ب) بیمہ ناجائز ہے

میرے خیال میں بیمہ کی حقیقت ریلو اور قمار سے مرکب ہے اور وہ اصل کے اعتبار سے ناجائز ہے جو علماء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں وہ غالباً ہندوستان کو دارالہرب قرار دے کر اخذ ریلو کو مباح قرار دیتے ہیں مگر اسی میں بھی یہ شبہ ہے کہ دارالہرب میں بھی کفار سے اخذ ریلو مباح ہے اور انشورنس کمپنی میں مسلمانوں کا روپیہ بھی شامل ہو کہ مسلمان کو مسلمان سے اخذ ریلو پر مجبور کرتا ہے۔ (۹)

(ج) تجارتی اور جائیداد کا بیمہ

تجارتی اور جائیداد کے بیمہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

”بیمہ دراصل ریلو اور قمار سے مرکب ہے اور یہ دونوں شریعت مقدسہ میں حرام ہیں اس لئے بیمہ خواہ تجارتی ہو یا جائیداد کا یا زندگی کا جبکہ وہ ریلو اور قمار سے خالی نہیں ہے تو شرعاً حد جواز میں نہیں آسکتا۔“ (۱۰)

(د) غیر مسلموں سے مال وصول کرنا جائز ہے

مفتی کفایت اللہ نے غیر مسلموں سے مال وصول کرنے کو جائز قرار دیا ہے، تحریر فرماتے ہیں۔

”ہندوستان کے دارالہرب ہونے میں چونکہ اختلاف ہے اس لئے جو لوگ اسے دارالہرب نہیں کہتے

وہ بیمہ کو حرام کہتے ہیں۔ مگر بیمہ کرانے کی ابتداء و لبقا ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی تقدیر پر گنجائش ہے۔ کیونکہ دارالحرب میں غیر مسلموں سے عذر کے بغیر باقی تمام طرق سے ان کی رضامندی کے ساتھ مال وصول کرنا جائز ہے۔“^(۸)

۳۔ علمائے پاکستان کا تجزیہ

مفتی پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے ایک بیمہ کمپنی کے ایجنٹ کی طرف سے بیمہ کے بارے میں پیش کردہ مواد کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”جو کاغذات انہوں نے میرے لئے بھیجا کئے وہ صرف بیمہ زندگی سے متعلق تھے، ان کو دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ بیمہ زندگی میں شرعی حیثیت سے تین مفاصلہ ہیں، اول سود۔ دوم قمار۔ تیسرا معاہدہ کی بعض شرائط فاسدہ۔ اس لئے بصورت موجودہ اس کے جواز کی کوئی وجہ نہ تھی۔“^(۹)

بیمہ کی حرمت پر علماء کا متفقہ فیصلہ

مفتی محمد شفیعؒ نے بیمہ زندگی کی حرمت کے بارے میں جو کتابچہ تحریر فرمایا ہے، حسب ذیل علماء نے اس سے اتفاق فرمایا ہے:-

- ۱۔ مولانا محمد یوسف زوریؒ (۲) مولانا رشید احمد ہمتی شرف المدارس کراچی۔ (۳) مولانا ولی حسن مفتی مدرسہ نیوٹاؤن کراچی (۴) مولانا عاشق الہی بلتہ شہری کراچی (۵) مولانا محمد رفیع عثمانی کراچی (۶) جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی کراچی۔

علمائے کرام نے متفقہ طور پر بیمہ کی ہر قسم کو از روئے شرع متین حرام قرار دیا ہے۔

خلاصہ کلام

۱۔ درحقیقت انشورنس کی ہر شکل کا معاملہ ایک سودی کاروبار ہے جو دنیا کے کاروبار کی طرح ہے اور

میں فرق صرف شکل کا ہے۔ حقیقت کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق اگر ہے تو صرف اتنا کہ اس میں ربلو کے ساتھ غرض بھی پایا جاتا ہے۔ (الغرض مایکون مستورا العاقبہ غرودہ ہے جس میں انجام سے بے خبری ہو)

۲۔ بیمہ کرانے والا کمپنی کو روپیہ قرض دیتا ہے اور کمپنی اس رقم سے سودی کاروبار یا تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کرتی ہے اور اس نفع میں سے بیمہ کرانے والے کو بھی کچھ رقم بطور سود ادا کرتی ہے جس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس فائدے کے لالچ میں زیادہ سے زیادہ بیمہ کرائیں بینک بھی یہی کرتے ہیں، البتہ اس میں شرح سود مختلف حالات اور شرائط کے اعتبار سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے جبکہ بینک میں عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔

انشورنس اور رینکنگ دونوں میں شرعی سود پایا جاتا ہے۔ اسلام کی نظر میں مہاجن اور تجارتی سود دونوں حرام ہیں۔ اس لئے موجودہ مروجہ بیمہ کی شکل کو جائز قرار دینا شریعت کے اصولوں کے منافی ہے۔

مروجہ نظام بیمہ کا تجزیہ اور اسلامی احکام

۱۔ بولنس حرام ہے

بیمہ کی جملہ اقسام میں جو منافع یا بولنس دیا جاتا ہے وہ بیع و تجارت کے اصول سے ہٹ کر لٹے کے طور پر دیا جاتا ہے، جو شریعت کے لحاظ سے حرام قطعی ہے۔

۲۔ مہم چیمبر کا نفع حرام ہے۔

ایسی ہی حادثات کا کسی کو کوئی علم نہیں ہوتا، اس لئے مہم اور نامعلوم چیز پر کسی نفع کو معلق کرنا حرام ہے جس کو قرآن کریم نے فیطانی عمل قرار دیا ہے۔

انما الغمرو والمیسرو والانصاب ولا لزام رخص من عمل اشیطن فاجتنبوه^(۱۰)

۳۔ جمع شدہ رقم کی ضبطی ناجائز ہے

ہر قسم کے بیمہ میں یہ شرط ہے کہ قسطوں کی ادائیگی باقاعدگی سے کی جائے اور اگر ایک قسط بھی ادا نہ ہوئی تو جمع شدہ رقم ضبط ہو جاتی ہے۔ یہ شرط خلاف شرع اور ناروا ہے۔ ایسی صورت میں معاہدہ پر ادا کرنے پر مجبور تو کیا جاسکتا ہے اور پھر بھی عدم تعمیل کی صورت میں کوئی تعزیر لگائی جاسکتی ہے لیکن ادا کردہ رقم ضبط کر لینا جائز نہیں ہے۔

۴۔ نوٹوں کا بیمہ جائز ہے

مذکورہ امور خلاف شرع اور گناہ کبیرہ میں شامل ہیں، جو ہر قسم کے بیمہ میں پائے جاتے ہیں اس لئے سب کے سب ناجائز ہیں۔ البتہ سندات و کاغذات اور نوٹوں کا بیمہ جو مروجہ صورت میں ہے اس کے ضمان کی مختلف صورتیں ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں۔

ضمان کی مختلف صورتیں

الف۔ ان المودع اذا اخذ الاجرة على الوديعة يضمنها اذا هلكت^(۱۱)

یعنی اگر کسی شخص کو کوئی سامان بخرید حفظت دیا جائے اور وہ شخص اس کی حفاظت کا معاوضہ بھی لیتا ہے تو سامان ضائع ہو جانے کی صورت میں اس پر ضمان واجب ہو گا۔

ب) امانت کا ضمان لازمی ہے

حکمہ ڈاک، ریلوے، ہوائی جہاز، بحری جہاز وغیرہ جو سندات، کاغذات وغیرہ سونپ کر کے حفاظت کے وعدہ پر لیتا ہے اور اس حفاظت کی فیس بھی لیتا ہے تو ضائع ہو جانے کی صورت میں ضائع شدہ کاغذات کا ضمان اس پر لازم آئے گا۔

(ج)۔ بلا اجرت امانت کا ضمان نہیں ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے، من اودع ودیعة فلا ضمان علیہ۔^(۱۲)

(جس نے کسی کو سامان ودیعت کیا تو اس پر ضمان نہیں ہے)

یہ غالباً اس صورت میں ہے جب کہ اس سے کوئی اجرت وغیرہ نہیں لی ہے ورنہ ودیعت

کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

(د) ودیعت کسے کہتے ہیں۔

احالة المال لحافضة ماله لاخر

(اپنی کسی چیز یا مال کو حفاظت کی غرض سے دوسرے کے حوالے کرنا۔)

(ه) امانت کا ضمان ضروری ہے

مجلدة الاحكام میں ہے۔

اذا اودع رجل ماله عند آخر واعطاه اجره على حفظه فضاء المال

لبسب لیکن التحرز منه كالسرقة يلزم المستودع الضمان۔^(۱۳)

(اگر کسی نے اپنا مال کسی کے پاس امانت رکھا اور اس امانت کی دیکھ بھال کی اجرت بھی

اس کو دیا ہے۔ ایسی حالت میں اگر وہ ضائع ہو جائے کہ اس کو ضائع ہونے سے بچانا ممکن تھا۔ خلاً

چوری ہو گیا تو اس کو تاواں دینا پڑے گا)

ہذا یہ میں بھی ہے،

(۱۳)

فیضمنه كالوديعة اذا كانت باجر

(خترک کے پاس جو چیزیں ہوتی ہیں وہ ان کا اسی طرح ضمان ہوتا ہے جس طرح امانت کی ضمانت دینی

پڑتی ہے جس کی اجرت امین لیتا ہے)

(۱) ودیعت ناگزیر عمل ہے

موجودہ زمانہ میں اس کی ضرورت اتنی عام ہو گئی ہے کہ اس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ مثال کے طور پر آلو کے بیج کو لیجئے۔ آلو کے تاجر اگر آلو کے بیج بٹسے گو داموں اور کوئلہ اسٹور کے حوالہ کر کے ان کی حفاظت نہ کر لیں تو اس کی کاشت کے وقت اس کے بیج کا ملنا دشوار ہو جائے۔ اسی طرح بے شمار چیزیں محفوظ کی جاتی ہیں۔ موجودہ بینک اور ڈاک خانہ میں بھی اجرت دے کر روپے پیسے، نیلہ اور دوسری قیمتی چیزیں امانت رکھی جاسکتی ہیں مگر خود اس سے سود لے کر روپے یا کوئی چیز جمع کرنا حرام ہے۔

۶۔ - بیمہ بصورت احسان یا نیکی

بعض لوگ بیمہ کی شکل کو احسان اور نیکی میں شامل کرتے ہیں کہ کمپنی غریب اور مصیبت زدہ سے ہمدردی کی خاطر کرتی ہے۔ اگر نیکی اور احسان کی صورت ہو تو اس پر کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ یہاں تو عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ جبراً وصول کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست نہیں ہے، کہ وہ تو ایک تجارت یا کاروبار ہے۔

۷۔ - بیمہ امداد باہمی کا معاہدہ

بعض علماء اس کو امداد باہمی کا معاہدہ قرار دے کر مولیٰ الموالاة کے احکام پر قیاس کرتے ہیں حالانکہ مروجہ بیمہ کو امداد باہمی کہنا ایک دھوکہ ہے کیونکہ ایسا سمجھنے کی کوئی گنجائش نہ بیمہ کمپنی کے کاروبار میں نظر آتی ہے نہ بیمہ پالیسی خریدنے والوں کے معاملات سے اس کا کوئی ثبوت مل سکتا ہے اور پھر صدقہ کرنے کی نیت سے سود یا قمار کی رقم حاصل کرنا جائز نہیں۔ بلکہ اس میں ثواب کی نیت رکھنا بھی جائز نہیں۔

مروجہ بیمہ کے قواعد میں ترامیم کرنا اور صحیح حل نکالنا

شرعی لحاظ سے ایسے اصولوں کی کمی نہیں ہے جس کے تحت مروجہ بیمہ کے قواعد میں ترامیم کر کے اس کو بہتر صورت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اور قوم کے بے سہارا افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر کے اعانت و امداد اور شہکی و احسان قرار دیا جاسکتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ معاملہ انفرادی نہیں اجتماعی ہے اگر چند افراد اس مقصد کے لئے تیار بھی ہوں تو یہ کام نہیں چل سکتا۔ جب تک کوئی مضبوط جماعت اس کام کو مقصد زندگی بنا کر آگے نہ بڑھے۔

مروجہ بیمہ میں شرعی اصول کے مطابق حسب ذیل اقدامات ضروری ہیں :-

۱۔ تجارتی منافع کی صورت میں

بیمہ پالیسی کی حاصل شدہ رقم کو مضاربت کے شرعی اصول کے مطابق تجارت پر لگایا جائے اور لوٹس یا سود کی بجائے تجارتی کمپنیوں کی طرح تجارتی نفع تقسیم کیا جائے۔ اور نقصان سے بچنے کے لئے لمیٹڈ کمپنیوں کی طرح اس کی کڑی نگرانی کی جائے۔ اور سود خوردگی کی خود غرضانہ اور غیر منصفانہ عادت کو گناہ عظیم سمجھا جائے۔

۲۔ غیر سودی بنک - جاری کئے جائیں جن کی اساس شرکت اور مضاربت پر قائم کی جائے۔ غیر سودی کھاتے کھولے جاسکتے ہیں۔ اس طرح مال میں بھی جائز طریقوں سے اضافہ ہوتا رہے گا اور سرمایہ بھی محفوظ رہے گا۔

۳۔ امداد باہمی کے جذبے سے وقف کرنا

بیمہ پالیسی خریدنے والے اپنی رضامندی سے اس معاہدہ کے پابند ہوں کہ بیمہ کے کاروبار کو امداد باہمی کے اصولوں پر چلانے کے لئے کاروبار کے منافع کا ایک خطیر حصہ ریزرو فنڈ کی صورت میں محفوظ کر کے وقف کریں گے۔ جس سے حادثات کا شکار ہونے والے افراد کی امداد خاص اصول و قواعد کے

۴۔ مخیر مالداروں کے تعاون سے اداروں کا قیام

امداد باہمی اور تعاون علی الخیر کے جذبہ کے تحت ایسے ادارے قائم کئے جائیں جو مخیر اور مالداروں سے عطیات وصول کریں اور ان سے جمع شدہ رقوم کو تجارت اور انڈسٹری میں لگائیں اور نقصان زدہ افراد اور خاندانوں کی مالی امداد کریں۔ عام ادارے بھی بنا کئے جاسکتے ہیں اور تاجر حضرات اپنا الگ ادارہ بھی قائم کر سکتے ہیں ایسے ہی صنعت کار بھی۔

۵۔ معاقل۔ ان امداد باہمی کے اداروں کے علاوہ معاقل کے اسلامی نظام کو پھر سے اسلامی

معاشرہ میں جاری کیا جائے۔

معاقل خون بہا“ کو کہتے ہیں خون بہا ادا کرنے کے طریقہ کار سے لوگوں کی جانیں مفت میں چلی جانے سے محفوظ ہوجاتی ہیں۔ عاقلہ اس جماعت کو کہتے ہیں جو قاتل کی طرف سے اجتماعی طور پر خون بہا ادا کرتی ہے۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے درمیان نبھائی چارہ قائم کر لیا تو ایک دستاویز کے ذریعہ یہ واضح بھی فرمایا کہ دونوں جماعتیں حوادث اور نقصانات کی ذمہ داری اجتماعی طور پر ادا کریں گی۔

ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت نقل کی ہے۔

کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابا بین المهاجرین والانصار ان یعقلوا

معاقلہم وان یفروا عاقلہم بالمعروف والاصلاح (۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک دستاویز تیار کرائی کہ وہ خون بہا کے معاملات آپس میں طے کریں گے اور نیکی اور اصلاح کے رنگ میں ایک دوسرے کا مذہب ادا کریں گے)

قبائلی سسٹم میں قبیلہ عاقلہ سمجھا جاتا ہے۔ پیشہ والوں کو بھی پیشوں کی بنیاد پر یعنی برادری

کو عاقلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۴)

ولهذا قالوا لو كان اليوم قوم تناصرهم بالحرف فعاقلتهم اهل العرفۃ

اسی بنا پر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر آج کل تناصر، اعانت باہمی پیشوں کے طریق پر

راج ہوتا ہوتا تو ایک پیشہ میں منسلک افراد (برادری) عاقلہ قرار دیئے جائیں گے،

عاقلہ پر ذمہ داریاں ڈالنے کی حکمت کے بارے میں علامہ سرخسی لکھتے ہیں :-

قاتل جب فعل قتل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس اقدام میں خارجی قوت اور طاقات کو بٹا داخل

ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ قتل کی پاداش میں جیب میں پکڑا جاؤں گا تو میرے حمایتی (برادری)

میرا مدد کو پہنچیں گے۔ حمایت و نصرت کے چند اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی یہ اہل ایوان کی

یک جہتی پر مبنی ہوتی ہے۔ کبھی قبیلوں اور خاندانوں کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ کبھی محلے اور پیشوں

کی بنا پر ہوتی ہے۔ چونکہ قاتل ضرورت کے وقت ان ہی سے قوت و طاقات حاصل کرتا ہے اس

لئے خون بہا بھی ان ہی پر لگایا جائے گا۔ تاکہ یہ لوگ اپنے میں سے ناسمجھ اور بے وقوف لوگوں

کو اس قسم کی حماقتوں سے روکیں، خون بہا کا مال بھی کافی مقدار میں ہوتا ہے اس لئے سب پر ڈالنے

سے وصولی میں بھی آسانی ہوجاتی ہے۔ ہر ایک شخص ادا بھی اس خیال سے کر دیتا ہے کہ کل اگر حجر سے

بھی اس قسم کا فعل سرزد ہو گیا تو یہی لوگ میرا خون بہا ادا کریں گے۔^(۵)

اسی طرح اگر کسی آبادی میں کوئی مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو وطن کی آبادی

از روئے شریعت اجتماعی طور پر خون بہا ادا کرنے کی ذمہ دار ہے۔

لہذا ان مسائل کی روشنی میں ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ حادثات کی صورت میں ہر

برادری اور قبیلہ اور پیشہ کے لوگ خون بہا ادا کریں۔ مثلاً بسوں اور ٹرکوں کے مالک ایک

عاقلہ قرار دیئے جائیں۔ بس کے حادثے کی صورت میں بسوں کی انجمن نقصان کی ذمہ دار ہو۔

اس طرح حادثات بھی کم ہوں گے اور نقصان بھی کم ہوگا۔ اس وقت تو بیہ کنی کے نظام کی وجہ سے لوگ خود اپنی موٹروں، بسوں، ٹرکوں کو حادثہ کا شکار بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ اس طریقے سے بیمہ کمپنی سے معقول رقم وصول کی جائے۔

۶۔ مرکز نبی بیت المال کی ذمہ داری

بیمہ کا ایک مقصد یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے پس ماندگان کی مالی امداد بڑی حد تک ہو جاتی ہے۔ لوگ بیمہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے اہل و عیال کس میسر سے کس عالم میں زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ اس سلسلے میں اسلامی نظام معیشت کی ترویج بہت حد تک مددوار کرتی ہے۔ جو مرکزی بیت المال ادا کر سکتا ہے اور زکوٰۃ و عشر کیٹیوں کے ذریعے اہم کردار ادا کیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا

انا اولیٰ بالمومنین من انفسهم فمن مات وترك مالا فلما له المعالی العصبه و
من ترك كلا او ضيا عا فلا ذل له
(۱۸)

(میں مومنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ لہذا جو شخص مال چھوڑ کر مرے تو وہ مال تو اس کے عصبیات کا ہے اور جو شخص عاجز و در ماندہ قربت دار اور چھوٹے بچوں کو چھوڑے تو مجھے اس کے لئے بلایا جائے)

ابن ماجہ میں ہے۔ من ترك مالا فلورثته۔ ومن ترك دینا او ضیا عا فعلی والی
وانا اولیٰ بالمومنین
(۱۹)

جس طرح متوفی کے مفلوک الحال پس ماندگان کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر ہے اسی طرح اگر اس کے ذمہ قرض بھی ہو تو اس کی ذمہ داری بھی اسلامی حکومت پر ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:-

فمن مات وعليه دين ولم يترك وفاءً فعلى قضاؤه۔^(۲۰)

(جس شخص نے انتقال کے بعد قرض چھوڑا اور اس کی ادائیگی کا کوئی سامان نہیں ہے تو میرے ذمہ

اس کی ادائیگی ہے)

علاوہ انہیں عام ناداروں اور غریبوں کی امداد اور کفالت بھی اسلامی حکومت کی ذمہ داری

ہے۔ حضورؐ نے ایک ادارہ اسی غرض کے لئے بنایا تھا جس کے نگران حضرت بلالؓ تھے۔ البراد اور

بہقی میں ہے۔ حضرت بلالؓ کہتے ہیں۔

وكنت انا الذي اولى ذلك عنه منذ بعثه الله الى حين توفي وكان عليه السلام

اذا اتاه الانسان مسلماً يراه عارياً امرني فانطلق فاستقرضنا فاشترى له البردة

فاكسوه وطعمه^(۲۱)

(اور میں ہی حضورؐ کی بعثت سے لے کر وفات تک اس کا نگران تھا۔ آپ کے پاس اگر کوئی مسلمان

ننگا بھوکا آجاتا تھا تو حضورؐ مجھے حکم فرماتے تھے، میں جا کر کسی سے قرض لیتا تھا پھر اس رقم سے

اس کے لئے کپڑے اور کھانے کا انتظام کرتا تھا)

حضورؐ حضرت بلالؓ کو اکثر فرمایا کرتے تھے :-

انفق بلائاً ولا تخش من ذي العرش اقلالاً^(۲۲)

(بلال! خوب خرچ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ہینگ دستی سے نہ

ڈرا کرو)

۷۔ وصایا کا اسلامی طریق

بیمہ کرانے کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کے پاس مال و دولت تو موجود ہے لیکن اس

کے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ اسے ڈر ہے کہ اس کے بعد روپیہ پیسہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ بیمہ

کپینگی کے سپرد کر دیتا ہے۔ تاکہ مال ضائع ہونے سے محفوظ رہے۔ اس کی بہترین صورت جو اسلام نے بتائی ہے وہ وصایۃ کا طریقہ ہے۔ اس کی تفصیل پوری فقہ کی کتب میں موجود ہے۔ القدوری میں وصی کی ذمہ داریاں یوں بیان کی گئی ہیں۔

شراء كفن الميت وتجهيزه وطعام الصغار وكسوتهم وردا وديعة
 وردد المعضوب والشتري شفاء فساد وحفظ الاموال وقضاء الديون وتنفيذ
 الوصية والغصومة فحاق الميت وقبول الهبة وبيع ما يخشى عليه التوى والتلف
 وجمع الاموال الضالعة۔^(۲۲)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادوں
 محمد اور عبداللہ کے وصی بنے تھے۔ آپ نے فرمایا۔

انا وليهم في الدنيا والآخرة

(میں دنیا اور آخرت دونوں میں ان کا سرپرست ہوں)

حضرت زبیر بن عوام وصی بننے میں بہت مشہور تھے۔ اسد الغابہ میں ہے سات جلیل القدر
 صحابہ حضرت عثمان، عبدالرحمن بن عوف، مقداد بن الاسود، عبداللہ بن مسعود، زبیر بن بکاء، مطیع
 بن الاسود، ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہم نے حضرت زبیر کو وصی مقرر کیا تھا۔^(۲۳)

ابو عبداللہ السنوی نے سات کے بجائے ستر کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

واوصى اليه سبعون من الصحابة باموالهم فحفظها وكان يتفق عليهم

من ماله۔^(۲۵)

(ستر صحابہ نے ان کو اپنے اموال و اولاد کا نگران مقرر کیا تھا۔ حضرت زبیر ان پر اپنا مال بھی

خروج کر دیا کرتے تھے)

مال کی حفاظت اور اولاد کی حفاظت حکومت وقت کی بھی ذمہ داری ہے۔ اگر ایسی صورت پیش آجائے تو اسے کسی ذمہ دار شخص کو مقرر کرنے کا حق ہے۔

آخری گزارش

بیمہ کی جتنی بھی صورتیں ہیں مثلاً بیمہ زندگی، جنگی نقصانات کا بیمہ، بیمہ آتش زدگی، بیمہ حادثات، تحفظ بیمہ، سامان کی حفاظت کا بیمہ، گروپ انشورنس و سوشل سیکورٹی وغیرہ۔ ان میں ما سوائے تحفظ بیمہ (سیکورٹی) مسافرین ہوائی جہاز صرف ایک سفر کا بیمہ اور سامان کی حفاظت کا بیمہ جس میں کارگو بندر لیدر ہوائی جہاز بحری جہاز ریلوے و ڈاک بیمہ شامل ہے۔ باقی تمام قسم کے بیمے شرعی لحاظ سے درست نہیں ہیں کیونکہ ان میں تمہارے سود کی آمیزش ہے۔ تحفظ بیمہ اور سامان کی حفاظت کا بیمہ میرے خیال میں امانت اور ودیعت کی ایک صورت ہے جس میں ایک قسم کا کر لیا ادا کیا جاتا ہے اور اس میں کسی قسم کی قسطوں کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی۔ میں نے امانت و ودیعت کے تحت اس پر تفصیل بحث کر دی ہے۔

اس سال سے پاکستان کے عازر میں حج کو حبیب بینک نے تقریباً تین ماہ کے لئے انشورڈ کر دیا ہے۔

اس طرح تمام حج کلام کی حفاظت ان کی دیکھ بھال وغیرہ کی SECURITY مل گئی ہے۔

گزشتہ سالوں میں اکثر حج کلام لاپتہ ہو گئے اور ان کا آج تک سراغ نہیں مل سکا۔

انشورنس کے کاروبار کو اسلامی اصولوں پر چلانے کے لئے ایسے ماہرین کی ایک مجلس قائم کی جانی

ضروری ہے جو اسلامی اصولوں کو بھی جانتی ہو اور انشورنس کے معاملات کو بھی سمجھتی ہو۔ وہ کلیطی

اس پورے مسئلے کا جائزہ لے اور انشورنس کے کاروبار میں ایسی اصلاحات تجویز کرے جن سے یہ

کاروبار چل سکتا ہو اور شریعت کے اصولوں کی خلاف ورزی بھی نہ ہو۔ جب تک ایسا نہیں

ہوتا اس وقت تک تو کم از کم یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ غلط کام ہے اگر غلطی کا احساس نہ ہو گا تو

- ١٢- باب الودیعة سنن ابن ماجه كتاب الصدقات جلد دوم ص ٨٠٢
 ١٣- مجلة الاحكام العدلية باب في احكام الودیعة وضمائها

ماده ٤٤٤ ص ١٢٨

- ١٣- هدايه جلد- ٣ ص ٢٥٧ باب ضمان الجير
 ١٥- نصب الرايه للزليعي - ٢- الدراريه في تخريج الهدايه كتاب المعامل، ص ٧٣٣، جلد ٣
 ١٦- هدايه كتاب المعامل ٣- ص ٥٥٧
 ١٧- المبسوط للشري كتاب المعامل جلد ٢٧ ص ٧٧
 ١٨- بخارى جلد ٢ ص ٩٩٩
 ١٩- سنن ابن ماجه باب الودیعة كتاب الصدقات ص ٨٠٢، جلد دوم
 ٢٠- سنن ابى داود - باب الودیعة كتاب الصدقات
 ٢١- الاشراف لابن المنذرحماله التراتيب الادارية ص- ٢٢٢، جلد اول
 ٢٢- أيضاً
 ٢٣- تقديرى كتاب الوصايا - ص- ٢٧٢
 ٢٤- اسد الغابه الاصابه تذكره زبير بن عوام جلد ٢- ص- ١٩٨
 ٢٥- شرح حمزيه